بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

اے مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

والسلام مطابق ۵ ـ مارچ ۱۹۰۹ء

دار الامان ہمارا جنتستان ہمارا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸

بروز جمعرات

ایڈیٹر ـ محمد صادق عفی اللہ عنہ

مینیجر ـ میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر

اسسٹنٹ محمد ظہور الدین اکمل

سارے جہاں سے اچھا دار الامان ہمارا

جلد ۷

نمبر ۹

ضروری اطلاع
دوبارہ

ناظرین ـ اخبار بدر کے انتظامی اور ایڈیٹوریل حالات میں زیادہ تر اصلاح کیواسطے پروپرائیٹر نے یہ تجویز پاس کی ہے ـ کہ کم مارچ ۱۹۰۹ء سے انتظامی اور ایڈیٹوریل محکمون کو جدا کر دیا جاوے ـ اب تک تو یہ تہا ـ کہ اخبار کی ایڈیٹری کا کام بھی میرے ہی سپرد تھا اور مینیجری بھی میں ہی تھا یعنی مضمون نویسی کے علاوہ دفتر کا تمام کاروبار اور چھپائی وغیرہ انتظام اور خط وکتابت سب میرے سپرد تھین جسکو مین محرر کی امداد سے پورا کرتا تہا لیکن دو طرف توجہ کرنے کا ہمیشہ یہ نتیجہ ہوتا رہا کہ اگر ایڈیٹری کی طرف زیادہ توجہ کی تو انتظام مین نقص آگیا اور اگر انتظام کیطرف خاص توجہ کی تو ایڈیٹری مین حرج واقعہ ہونے لگا الحمد للہ اب یہ نقص دور ہو جائیگا اور اس وقت سردست پروپرائٹر صاحب میان معراج الدین عمر نے خود ہی مینیجر ہونا منظور فرمایا ہے اور بہ امداد ایک اسسٹنٹ مینیجر کے وہ تمام کام انتظام اخبار کا کرین گے اگرچہ یہ انتظام کسی قدر اخراجات کو بڑہا دیگا جو شاید سردست مناسب نہ ہو لیکن تاہم پروپرائٹر صاحب نے اخبار کی اصلاح کی خاطر جہان اور بہت سے خرچ اوٹہائے ہوئے ہین بقول شخصے این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر ـ اس خرچ کو برداشت کرنا منظور فرمایا ہے اس واسطے تمام ناظرین اخبار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ

آئندہ کوئی رسید زر یا خط وکتابت متعلق انتظام میرے (محمد صادق ـ ایڈیٹر کے) نام نہین ہونی چاہیے ـ

بلکہ ترسیل زر ہمیشہ میان معراج الدین عمر پروپرائٹر اخبار بدر ہونی چاہیے اور خط وکتابت پر صرف الفاظ **مینیجر بدر** لکھنے چاہئین ـ ہان جو مضمون اخبار مین چھاپنے کیلئے ہون وہ **ایڈیٹر** کے نام آنے چاہئین لیکن ایسے خطون پر بھی میرا نام نہین ہونا چاہیے بلکہ صرف یہ الفاظ ہونے چاہئین ـ بنام **ایڈیٹر بدر**

امید ہے کہ ناظرین اس عرضداشت پر پوری توجہ فرمائین گے تاکہ انتظام مین سہولت ہو اور خطوط کی تعمیل جلدی ہو سکے ـ **محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار بدر قادیان**

ڈائری

القول الطیّب

ایک مخلص بھائی نے اپنا قصہ سنایا۔ کہ ایک نواب ریاست نے جو شیعہ ہے ان سے آپکے بارے میں چند سوال کئے اور ان کے میں نے یہ جواب دئے۔

مرزا صاحب کا آل نبی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے ہم سنتے ہیں کہ وہ اون کی توہین کرتے ہیں۔

اونہوں نے جواب دیا۔ کہ اون کا ایک شعر ہے ؎

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

دوم یہ کہ یزید کے بارے میں اون کی کیا رائے ہے اونہوں نے یہ شعر پڑھا ؎

ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

جب اس طرح کوئی اعتراض کا موقعہ نہ پایا۔ تو پوچھا۔ کہ تم ان کے ماننے والوں کو کیا سمجھتے ہو اونہوں نے کہا کہ جو مہدی موعود کے مخالفین کو سمجھنا چاہیئے اور جو کچھ اہل سنۃ و شیعہ سمجھتے ہیں پوچھا کہ رسالت کے مدعی ہیں۔ اونہوں نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے۔ ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

اسپر دوسرے روز فرمایا۔ کہ اس کی تشریح کر دینا تھا۔ کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ جو صاحب کتاب ہو دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں اون کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہدیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے جبھی تو لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اوسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اوس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ جو سچ نکل آتا ہے یہ اسلئے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دئے گئے۔ پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعوے کرتے ہیں۔

آپکو سمجھانا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوۃ کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں۔ کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرع تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہونچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہیئے۔

فرمایا۔ آریہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی زندگی پوتر نہیں تھی۔ یہ اون لوگوں کی سخت غلطی ہے کیونکہ پاک ناپاک ہونا بہت کچھ دل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا حال سوائے اللہ کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ پس پاک وہ ہے جس کے پاک ہونے پر خدا گواہی دے۔ دیکھو ابوجہل نے مباہلہ کیا تھا۔ کہ جو ہم میں افسد للقوم اور اقطع الرحم ہو۔ اوسے ہلاک کر۔ وہ اسی روز ہلاک ہو گیا ایسا ہی خسرو پرویز۔ وہ تو خدا کی بات ہے خود اوس کے گھر میں ایک شخص نے آنحضرت صلعم کے ایک غلام سے مباہلہ کیا۔ مدت مقررہ کے اندر مر کر گواہی دے گیا۔

پھر اوسی آریہ نے لکھا ہے۔ کہ الہامی کتاب وہ ہے جس سے اللہ کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق ظاہر ہوں۔

فرمایا۔ یہ سچ ہے اور اس میں بھی اسلام ہی کی فتح ہے یہ آریہ اللہ کے رحیم و غفور ہونے کے قائل نہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی مقدمہ میں پھنس جائے۔ تو یہ دل سے چاہتا ہے کہ خواہ میں نے قصور کیا مجھے حاکم بخشدے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی فطرت چاہتی ہے۔ کہ اس کا حاکم غفور رحیم ہے پھر باوجود اس کے اسکی اسی صفت سے انکار ایک ہٹ دھرمی ہے۔

مدینۃ المہدی

یہ بات اب مسلّم ہو چکی ہے۔ کہ دنیا میں اگر کوئی مقام دارالامان کہلانے کا مستحق ہے تو وہ میرے سید و مولیٰ مسیح مطاع قادیان کا مکن ہے جہاں خدا کی رحمت کے فرشتے ہر وقت نازل ہوتے رہتے ہیں۔ پس اس کے متعلق جو خبر ہوگی وہ بہت اثر ہوگی۔

مخدومی مولانا احسن امروہہ میں ایک ماہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں امید ہے وہاں بھی مولویصاحب تبلیغ و اشاعۃ دین متین میں مصروف ہوں گے۔

اس ہفتہ حاجی فضل حسین صاحب شاہجہان پوری جو یہاں قریباً دس سال سے مقیم تھے۔ وفات پاگئے۔ اچھے صالح بزرگ تھے مقبرہ بہشتی میں جگہ پائی۔

۳۔ مارچ بوقت عصر فرمایا۔ کوئی تحریری بیعت کرے یا ہاتھ پر۔ اس میں چنداں فرق نہیں۔ بلکہ اکثر حصہ ہماری جماعت کا وہی ہے جس نے تحریر کے ذریعے بیعت کی ہے مطلب تو یہ ہے۔ کہ جو اقرار کیا ہے۔ اس پر ثابت قدم رہیں صاحبزادہ عبداللطیف کابلی کی مثال موجود ہے۔ کہ جان دیدی۔ مگر اپنی بات کے پکے رہے دوسری طرف بعض ظالم ہیں جو یہیں لکھتے ہیں۔ کہ ہماری مسجد چھینی جاتی ہے حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ارض اللہ واسعۃ۔ اللہ تعالیٰ کو رزاق سمجھیں۔ تو پھر کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔

خطبۂ نکاح

(رقم زدہ ایڈیٹر صاحب الحکم)

جو حضرت حکیم الامت نے صاحبزادی صاحبہ مبارکہ بیگم کے نکاح کی تقریب پر ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء بعوض مہر ۵۶ ہزار مہر پر نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ

و

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

(خطبہ مسنونہ کی آیات پڑھیں)

نکاح ۔ نام ہے اوس تقریب کا جب کسی عورت یا لڑکی کو کسی مرد کے ساتھ رشتہ یا عقد کیا جاتا ہے اس میں اولاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی دیکھ لی جاتی ہے ۔ کہ اوس میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے اجازت ہے یا نہیں؟ پھر یہ دیکھا جاتا ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضابطہ اور دستور العمل کے موافق ہے یا نہیں؟ پھر لڑکیوں کے ولی کی رضامندی ضروری ہے اگر ولی رضامند نہ ہوں اور پھر کوئی نکاح ہو تو ایسے نکاح بد ہوں میں ابتلا ہوتے ہیں اور اون کے نتائج خراب اور ناگوار ہوتے ہیں ایسا ہی لڑکوں اور لڑکیوں کی رضامندی بھی ضروری ہے ان پانچ رضامندیوں کے بعد گویا نکاح ہوتا ہے اور اگر ان میں کسی ایک کی بھی نارضامندی اور مخالفت ہو تو پھر اوس میں مشکلات پیدا ہوتے رہیں ۔ یہ پانچ رضامندیاں کیا ہیں گویا حق سبحانہ تعالیٰ کی اجازت ۔ دیکھئے ان رشتوں میں جن کی ممانعت کی گئی ہے ۔ آپ کے مہبط وحی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد ۔ والدین اور طرفین کی رضامندی کے بعد جب ایک فریق منظور کرتا ہے اور دوسرا اوس کو قبول کرتا ہے تو یہ نکاح ہوتا ہے۔

قسم قسم کی بدیوں اور شرارتوں کو روکنے کے لئے اعلان اور خطبہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی اعلان نکاح میں دوست دشمن کو خبر ہو جاتی ہے اور اوس سے بہت اکابر دوسرے کی غلطیوں سے آگاہی ہو جاتی ہے دعاؤں ورشتوں اور جائیدادوں کے جھگڑوں میں کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی ۔ اور خطبہ کے کئی اغراض ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے ۔ کہ عربی زبان کی حفاظت ہو یہ زبان ایسی زبان ہے ۔ جس کے ساتھ دین ۔ رسول اور قوم رسول کا تعلق ہے ۔ خدا تعالیٰ کی کتاب اسی زبان میں ہے ۔ اس کتاب کی حفاظت کے متعلق سامان اور ذریعے ہیں ان میں سے ایک اس زبان کی حفاظت بھی ہے اسلئے بلکہ مسلمانوں کے تمام عظیم الشان کاموں سے تعلق ہے اون کے دینی تعلیم اور تمام نماز ۔ اقرار باللسان حج ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ میں رشتہ معاملات میں نکاح سب سے بڑا کام ہے ۔ تمدنی امور میں تجارت اور زراعت بھی اعلیٰ کام ہیں ۔ ان سب امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ صحابہ ۔ تابعین ۔ تبع تابعین ۔ ائمہ دین اور اولیاء امت ۔ سلف صالحین اور حضرت امام الزمان نے کچھ نہ کچھ الفاظ عربی زبان کے لازمی قرار دئے ہیں مثلاً اقرار باللسان میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

امام صاحب جب بیعت لیتے ہیں تو بہت سے عربی الفاظ بیان فرماتے اور معاہدہ لیتے ہیں ۔ عربی کے الفاظ کی سنت متوارثہ کو مجدد الوقت نے بیعت کے الفاظ اور معاہدات میں لازم رکھا ہے ۔ عورتوں کی بیعت میں بھی میں نے سنا ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور مردوں کی بیعت میں تو دیکھا ہے ۔ اقرار باللسان کے بعد اعلیٰ شان کی چیز نماز ہے ۔ اگر کسی نے ضائع کی تو اوس نے اپنا دین ضائع کیا اور سچ تو یہ ہے ۔ کہ کفر اور اسلام کا تفرقہ اسی میں واقع ہوا ہے اس کا سارا ہی حصہ دیکھ لو سوائے اس حصہ کے جو انسانی ضرورتوں اور حاجتوں اور مشکلات کے لئے دعاؤں کا ہے اس کے لئے امام نے اجازت دی ہے کہ اپنی زبان میں دعائیں مانگ لو اور اوس سے پہلے امام ابو حنیفہ نے بھی اجازت دی ہے مگر پھر بھی اگرچہ ضرورتاً اپنی زبان میں دعائیں کی اجازت تو دی ہے لیکن مسنون دعاؤں کے ساتھ عربیہ کو ضائع نہیں ۔ یہ اجازت نہیں دی کہ

نماز اپنی زبان میں پڑھو

ایسا ہی حج میں لبیک اللہم لبیک ۔ لا شریک لک وغیرہ کلمات عربی میں ہیں ۔ جمعہ کے خطبے عیدین کے خطبے تم نے سنے ہیں ۔ ایک حصہ عربی میں ہوتا ہے ۔ اسی طرح رمضان کے متعلق جو دعائیں ہیں وہ عربی میں ہیں اسی طرح ہر ایک کام میں یہاں تک کہ بول و براز کے وقت کے لئے بھی ایک حصہ عربی کا رکھا ہے ۔ ایسا ہی خطبہ نکاح جو جوانوں اور بڈھوں کے لئے لازمی ہے اوس میں بھی عربی کا ایک حصہ رکھا ہے ۔ بنو امیہ نے عربی زبان کی وسعت اور حفاظت میں بڑی کوشش کی کہ اونہوں نے اپنی سلطنت میں اس کو مادری زبان بنا دیا ۔ یہاں تک الجزائر ۔ مراکش اور فاس میں اس کو مادری زبان ہی بنا دیا ۔ مشرق میں البتہ یہ وقت رہی کہ درباری زبان فارسی کو بڑھاتے بڑھاتے اصلی زبان کو درس و تدریس ہی سے مفقود ہو گیا ۔ میں نے بار ہا کوشش کی ہے کہ اگر عام مسلمان اور خاص کر ہماری امام کی جماعت روزمرہ کے کاموں کے عربی الفاظ یاد کرے ۔ تو اوسے قرآن شریف کا ایک حصہ یاد ہو جاوے ۔ لیکن افسوس کہ کہا جاتا ہے کہ اس طرف بہت کم توجہ ہے اور جو یہاں رہتے ہیں وہ بھی پوری توجہ نہیں کرتے ۔ لغات القرآن جو یہاں چھپی ہے ایک مفید اور عمدہ کتاب ہے جو بڑی محنت سے لکھی گئی ہے اور میں نے دیکھا ہے ۔ کہ حضرت امام نے بھی اوس کی تعریف کی ہے لیکن اوس کی طرف توجہ نہیں کی گئی اس کتاب سے فائدہ اٹھایا جائے تو قرآن شریف کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

غرض

قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ذریعہ عربی زبان کی حفاظت بھی ہے اور اس کیطرف مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہئے اور خصوصاً ہماری جماعت کو بہت متوجہ ہونا چاہئے۔

میں نے اس نکاح کی تقریب پر اسی سنت متوارثہ پر عمل کرنے کے لئے عربی زبان میں خطبہ پڑھا ہے مگر بعض ہی ایسے ہیں کہ نہ خطبہ سننے کی ضرورت ۔ نہ کہنے کا موقعہ ۔ ایک طرف حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اون کو ہم سنانے نہیں آئے بلکہ

الٹے ۔۔۔ سننے آئے ہیں

پس اگر میں نصیحت کروں تو پیرانہ سالی مجھے ملامت کرتا ہے ان جو کچھ میں عرض کروں گا یا کہا ہے یہ محض

حضرت امام کے حکم کی تعمیل ہے

عربی زبان کی تائید میں اس لئے کہا ہے کہ اس متوارثہ سنت کو تمہارے کانوں تک پہنچاؤں جس سے رسول کی زبان

مسجدیں ہیں یا کہ شوالے؟

اللہ تعالےٰ نے کسی ملک اور قوم کو اس نعمت سے خالی نہیں چھوڑا۔ کہ اس میں اوس کا کوئی رسول آیا ہوا اور اوس نے اپنا پیغام توحید پہنچایا ہو۔ لیکن انسان کی عادت ہی کچھ ایسی ہے کہ جب ایک فرستادہ خدا کو بہت زمانہ گذر جاتا ہے تو اوس سے ہدایت یافتہ قوم رفتہ رفتہ اس ہدایت سے دور جاتی ہوئی راہ مستقیم سے بالکل الگ ہو کر خود اپنے ہادی کی تصویر بھی ایسی بُری کھینچنے لگتی ہے۔ کہ دوسروں کے واسطے بجائے رغبت کے تنفر کا موجب ہو۔ یہ حال اہل ہنود کا اس وقت تھا۔ جب کہ ہدائیت کا سورج اور نوروں کا نور سرزمین عرب میں چمکا اور اپنی ہدائیت کی پرزور کرنوں سے تمام جہان کو روشن کر دیا۔ اوس وقت ہندوستان کا ملک ایک بت خانہ تھا۔ یا بُت خانوں کا عجائب گھر تھا جدہر جاؤ۔ اور جس شہر میں نظر ڈالو۔ کوئی جگہ عبادت الٰہی کے واسطے نظر نہ آتی تھی۔ ہر طرف پتھروں کے بُت اور ان کے پجاری نظر آتے تھے۔ غاہلے بتان نے ایسا ہجوم کیا کہ خانہ خدا کے واسطے کوئی جگہ ہی خالی نہ رہی تھی۔ اور اہل ہند کے دل و دماغ میں بتوں کی تعظیم اس درجہ تک گھر کر گئی تھی۔ کہ مصلحان زمانہ نے سوائے بت شکنی اور بت خانوں کے مسمار کرنے کے ان کی درستگی کا کوئی اور علاج نہ دیکھا۔ بُت پرست ایک موحد کے سامنے بول ہی کیا سکتا ہے۔ اور اگر بولے۔ تو پہلے ہی قدم میں اس کے واسطے شکست فاش ہے۔ اس بات کو دیکھ کر ہند کے پجاریوں نے سوچا۔ کہ اگر ہماری قوم نے مسلمانوں کے ساتھ خلط ملط کیا۔ تو ہمارا کام سب خراب ہو جائیگا۔ توحید کے دلائل قوی اور زبردست ہیں اون کے سامنے ٹھہرنا مشکل۔ برہمنوں اور پوجا پاٹھ کرانے والوں کی روزی بند ہو جائے گی بھوکے مریں گے۔ مشرکوں کے خیالات ایسے ہی ناقص ہوتے ہیں۔ خدا پر توکل کہاں لگے تدابیر کرنے کہ جس طرح سے ہو ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ میل جول سے اور مذہبی بات چیت کرنے سے ہٹاؤ۔ ایسی تجاویز کرو۔ کہ مسلمانوں کو معلوم ہی نہ ہونے پائے۔ کہ ہم کیا عبادت کرتے ہیں اور کس طرح کرتے ہیں یہ سوچ سمجھ کر انہوں نے چھوت چھات کا … مسئلہ بنایا۔ مسلمان کے کپڑے سے کپڑا نہ لگنے پائے ورنہ تمام کپڑے ناپاک اور اشنان واجب۔ مسلمان جس کھانے کو ہاتھ لگائے وہ کھانا حرام۔ بت خانے کے صحن میں مسلمان کا قدم پڑے تو تمام زمین اور مکان بھرشٹ۔ اگر کوئی برہمن کسی مسلمان کے سامنے وید کو پڑھے تو وہ سیدھا نرگ کو جائے غرض ہر طرح سے اپنے مذہب کو اور مذہبی خیالات کو پوشیدہ رکھنے کی تدابیر کی گئیں تاکہ نہ اون پر کوئی روشنی پڑے اور نہ اون کی بدشکلی کا دوسروں پر اظہار ہو باوجود اس کوشش کے ہزاروں لاکھوں۔ ہندو مسلمان ہوئے۔ اور اب تک ہو رہے ہیں۔ اور دن بدن اسلام ترقی پر ہے۔ اور ہندو مذہب تنزل میں ہے۔

یہ حالت صرف اہل ہنود پر واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر ایک قوم جب کہ وہ خراب حالت میں پڑتی ہے اور اوسکو تنزل شروع ہوتا ہے۔ تو اوسے ایسی ہی باتوں پر سہارا لینا پڑتا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ مگر تنکا کیا خاک سہارا دیگا۔ جس نے تنکے کا سہارا لیا وہ خود بھی ڈوبا۔ اور بیچارے تنکے کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد خلقت نے دین عیسوی کی طرف رجوع کیا تو اوس وقت یہودیوں کے علماء نے بھی یہی چال اختیار کی تھی۔ کہ کوئی عیسیٰ کے پاس نہ جائے کوئی عیسائیوں سے ملاقات نہ کرے۔ عیسائیوں کو اپنے عبادت خانوں میں نہ آنے دو۔ یہ کرو۔ وہ کرو۔ نتیجہ کیا ہوا۔ یہودی دن بدن ذلیل و خوار ہوتے گئے اور عیسائی دن بدن ترقی کرتے گئے۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی اور یہود تھوڑے سے ذلیل اور پست حالت میں رہ گئے جیسا کہ آج تک دکھائی دیتے ہیں۔

آج اس زمانہ میں جبکہ پھر حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہوا کہ نور توحید زور سے زمین پر چمکے اور سب طرف خدا کے بندے اس کی عبادت میں مصروف ہوں اور خدا تعالیٰ نے انوار احمدیہ کا سورج سرزمین پنجاب سے چڑھایا۔ اور اس کی شعاعیں نہائیت تیزی کے ساتھ ہر چہار طرف پھیلیں تو تنہا قسم کے مشرکین کو اپنے آبا و اجداد کیطرح پیٹ کی فکر پڑی۔ اور مسلمانوں کے علماء نے بھی ہنود اور یہود کی پیروی کے سوائے کسی اور بات میں اپنے لئے راہ نجات نہیں دیکھی۔ جب اونہوں نے دیکھا کہ احمدیوں کے دلائل ایسے سچے اور زبردست ہیں کہ جب انسان سنتا ہے تو اوسے ضرور ماننے ہی پڑتے ہیں اور اس طرح سے تو سب لوگ احمدی بن جائیں گے پھر ہماری بیہودہ باتوں کو کون سُنیگا تو پہلے احمدیوں پر کُفر کا فتویٰ لگایا جب دیکھا کہ اس سے بھی کام نہیں چلتا۔ اور احمدی جماعت دن بدن بڑہتی جاتی ہے اور غیر احمدی کم ہوتے چلے جاتے ہیں تو اب گھبرا کر اور جھنجھلا کر یہ تجویز قرار پائی ہے کہ احمدیوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دو۔ ان کو یہاں نماز نہ پڑھنے دو۔ یہ کافر ہیں اور کافر بھی ایسے زبردست کہ اگر ان کا پاؤں مسجد میں پڑ جائے تو مسجد کی صفیں بھی کافر ہو جاتی ہیں اور جلانے کے قابل ہو جاتی ہیں اور اگر اون کا ہاتھ لوٹے کو لگ جائے تو لوٹا بھی کافر ہو جاتا ہے اور توڑ دینے کے قابل ہو جاتا ہے کیا زبردست کُفر ہے اور کیسا طاقتور ہے اور کیسی تاثیر اسکو عطا کی گئی ہے۔ کہ جہاں ہمیشہ سے مسلمان نماز پڑھتے تھے اور صدہا سال سے جو مسجد مسلمانوں کے مبارک قدوم سے متبرک ہو رہی تھی اوس سارے تبرک کو ایک کافر نے اپنا پاؤں چھوکر مٹا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ عیسائی آئے تھے بطور مہمان۔ آپ نے ان کو اپنے ہاں جگہ دی کھانا کھلایا۔ ہر طرح سے اون کی خاطر کی۔ اور لوازمات میزبانی کے بجا لائے۔ جب اون کا گرجا کرنے کا دن آیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم ہماری مسجد میں گرجا کرو۔ اسی جگہ اپنی عبادت بجا لاؤ۔ ایک وقت تو وہ تھا کہ عیسائی مسلمانوں کی مسجد میں۔ اور مسجد بھی نبوی اپنی عبادت کرے تو مسجد کا کچھ بگڑتا نہیں اور ایک وقت یہ ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی جو کلمہ گو ہے قبلہ کیطرف مونہہ کرکے نماز پڑھتا ہے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جو باقی سب مسلمان پڑھتے ہیں دن رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت میں مصروف ہے۔ مسلمانوں کے سردار احمدؐ کیطرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ اگر وہ اون کی مسجد میں داخل ہو جائے۔ تو مسجد ناپاک ہو جاتی ہے۔ ؎

ببین تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

مگر بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا دین پختہ تھا۔ عیسائی کیا عیسائی کا بابا بھی ہوتا تو آنحضرت صلعم کے سامنے مسلمان ہو جاتے اور محمدی احمدی بننے کا سوائے اوس کو چارہ نہ تھا۔ چہ جائیکہ وہ مسلمانوں پر کچھ اپنا اثر ڈال سکتا۔ لیکن اب ان مسلمانوں کے پاس وہ پُر زور اسلام نہیں بلکہ کچھ بھی نہیں۔ ہندوؤں کی طرح ان کا مذہب بھی اب ایک کچا تاگا رہ گیا ہے۔ جو کہ احمدی کی شکل دیکھنے سے ٹوٹ

ڈھٹ جاتا ہے۔

حال میں ہمارے عزیز دوست داروغہ عبدالمجید خان صاحب انسپکٹر مظفر نگر بمعہ اپنے رفقاء مولوی عبدالخالق صاحب وکلن خان صاحب و محمد سلیمان صاحب حضرت کی زیارت کے واسطے تشریف لاتے ہوئے راستہ میں ۔۔۔ میں ٹھہرے تھے۔ وہ وہاں کا واقعہ سناتے ہیں کہ جب وہ لوگ ۔۔۔ کے پاس جو مسجد میں نماز کے واسطے گئے۔ تو وہاں کے ملاں یا اس کے جانشین ۔۔۔ نے جھگڑا کیا تھا۔ فرمایا کہ تم مسجد کے اثاث گھڑے لوٹے کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ۔۔۔ باہر بورڈ لگا ہے۔ قادیانی جماعت کو یہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ۔۔۔ دوستوں نے وہاں نماز نہ پڑھی کسی اور جگہ پڑھ لی۔ اس تذکرہ میں داروغہ صاحب نے کیا خوب بیان کیا کہ احمدی لوگ ان لوگوں کے نزدیک کافر ہیں تعجب ۔۔۔ ایک کافر نماز پڑھنے کو آتا ہے۔ تو وہ اسے روکتے ہیں کہ تو نماز نہ پڑھ۔ کافر اگر مسجد کی طرف متوجہ ہو اور نماز پڑھنا چاہے۔ تو مسلمانوں کیواسطے ایک خوشی کا مقام ہونا چاہیئے۔ کہ کافر ہو کر نماز پڑھتا ہے خدا کے آگے سجدہ کرتا ہے نہ کہ اوس کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہو جائیں۔ کہ تو وضو کیوں کرتا ہے۔ نماز کیوں پڑھتا ہے۔ مسجد کے اندر کیوں آتا ہے۔ ہمارے پانی کے برتن کو کیوں ہاتھ لگاتا ہے۔ حیف ہے ان لوگوں کی حالت پر جو حضرت امام مسیح موعود کی مخالفت کے خیال سے خود اسلام کو ترک کر رہے ہیں۔

سنا کرتے تھے۔ کہ ولی اللہ کا دشمن رفتہ رفتہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اب اس کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی۔ کہ وہ خارج ہونا کس طرح سے ہوتا ہے بات یہ ہے۔ کہ ولی اللہ کی تمام باتیں صدق اور راستی پر مبنی ہوتی ہیں اور اوس کے مخالف مخالفت کے غلو میں اوس کی ہر ایک بات میں اوس کے برخلاف کرتے ہیں اور کچھ نہیں سوچتے کہ یہ بات اچھی ہے یا بری۔ جو بات ولی اللہ نے کہی اوسی کے مخالف ہو گئے اور اس طرح ۔۔۔ حق کی مخالفت کی عادت ہو کر تمام راستی کی باتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ اور بالآخر ایمان سلب ہو جاتا ہے

کوئی پندرہ سال کی بات ہے۔ لاہور اسلامیہ کالج میں ایک عربی کے مدرس تھے۔ اور سلسلہ حقہ کے مخالف۔ وہاں ایک طالب علم احمدی تھا اوس نے اپنے ان عربی کے استاد صاحب کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود کے تازہ الہامات جو زبان عربی میں تھے سنانے شروع کئے جب اوس طالب علم نے ایک الہام سنایا۔ تو مدرس صاحب جھٹ بول پڑے کہ عربی غلط ہے تب اوس نے دوسرا الہام سنایا۔ اوس پر مدرس صاحب بول اٹھے۔ کہ عربی غلط ہے۔ پھر طالب علم نے حضرت کا تیسرا الہام سنایا۔ اور وہ بھی عربی میں تھا۔ اس پر بھی مدرس صاحب فوراً بول اٹھے۔ کہ عربی غلط ہے۔ اتفاق حسنہ سے وہ تیسرا فقرہ الہامی قرآن شریف کی ایک آیت تھی۔ اور سنانے والا طالب علم حافظ قرآن تھا۔ اوس نے بادب عرض کی۔ استاد صاحب آپ کیا فرماتے ہیں یہ تو قرآن شریف میں بھی اسی طرح سے آیا ہے۔ تب مدرس صاحب بہت ہچکچائے۔ اور کھسیانے سے ہو کر فرمانے لگے کہ پھر قرآن میں کچھ سیاق و سباق اور ہوگا۔ بندۂ خدا وہاں سیاق سباق اور ہوگا۔ تو یہاں بھی آپ پوچھ لیتے کہ سیاق و سباق کیا ہے۔ الغرض ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ خواہ مخواہ ہر امر میں مرزا صاحب اور ان کے مریدین کی مخالفت کرنا ان کے واسطے فرض ہو گیا ہے خواہ وہ بات حق کی ہو اور خواہ عین اسلام ہو مگر چونکہ ایک احمدی کے مونہہ سے نکلی ہے یا اوس کے طریق عمل میں آئی ہے۔ اس واسطے یہ اوس کی مخالفت کریں گے اور ضرور کریں گے۔ ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مرزا صاحب سے یہ ایسے کیوں بگڑے۔ وہ کون سی بری بات ہے جو مرزا صاحب ان کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب تو یہی کہتے ہیں۔ کہ شریعت اسلام کی پیروی کرو۔ مطابق قرآن و حدیث اپنے اعمال بجا لاؤ۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو خدا کی عبادت کرو۔ اسلام کی اشاعت کرو۔ ہاں وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے اور قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ وہ فوت ہو گئے اور خدا کی شہادت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو شب معراج میں مردوں کے درمیان دیکھا انجیل گواہ ہے۔ کہ وہ فوت ہو گئے۔ خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ماننے سے عیسیٰ پرست عیسائیوں کے شرک کو امداد ملتی ہے بس اتنی بات پر ۔۔۔ ہوئے اور لگے کفر کے فتوے دینے اور اینٹ روڑا پھینکنے۔ افسوس ان مسلمانوں کی تو وہ حالت ہے۔ کہ کوئی شخص قاضی کے پاس فریاد لے کر گیا تھا کہ فلاں شخص مجھے کہتا ہے۔ کہ تو گوہ خور قاضی نے کہا وہ یہی کہتا ہے تم اس کی پرواہ نہ کرو اور بے شک کھاؤ۔ سو اگر ہمارے مسلمان بھائی نہیں مانتے تو وہ خواہ مخواہ ناراض نہ ہوں۔ عیسیٰ پرستی کی امداد ہی اون کو پسند خاطر ہے۔ تو بے شک کریں اور اوس کا مزا چکھیں۔ اگلے مشرکین اور اون کے معاونین کے ساتھ جو گذری وہ یہ بھی دیکھ لیں گے۔ ہم نے خیر خواہی سے بات کہدی ہے۔ ماننا نہ ماننا اون کا اختیار۔

مکتوب حسن

ایک عرب کا خط حضرت کی خدمت میں آیا تھا جس میں حضور مسیح موعود کے دعاوی کے دلائل طلب کئے تھے۔ اس خط کا جواب حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے عربی میں تحریر فرمایا تھا اور عربی خط کے مضمون کو فائدہ عام کیواسطے حضرت مولوی صاحب موصوف نے اردو میں بھی تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ فائدہ عام کے واسطے عربی خط اور اوس کا اردو مضمون ہر دو درج اخبار کئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

عربی خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علیکم السلام و رحمة اللہ وبرکاتہ

ایھا الحبیب قد بلغ کتابک الی الحضرة الاقدس والجناب المقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء المسیح الموعود و المھدی المسعود۔ وھو یشتھی ان یکتب الکتاب فی العربی فامرنی ان اجیب کما ھویت ایھا الحبیب مرحبتک محمد یوسف وغیرہ من احبابک ان یطالع الرسائل التی صنفھا الامام الھمام فی العربی المبین و بلغ فیھا ما امرہ اللہ ان یبلغ تبلیغاً للعالمین لان فیھا شفاءٌ لما فی الصدور و رحمة للمومنین ولا یزید الظالمین الا خساراً ولا یسع ھذا القرطاس المختصر ان اکتب فیہ مضامینھا اللطیفہ ونحو دیھا الشریفہ ولاکن بحکم المثل المشھور اعنی ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اکتب لک بعضاً منھا کالقطرة من البحور انظر الی ما قال اللہ تعالیٰ فی ایة الاستخلاف وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الایة

دلت هذه الاية الشريفة على ان الاستخلاف فى الامة المحمدية يكون كالاستخلاف الذى مضى فى بنى اسرائيل ويكون الخليفة منكم كما من اليهود والنصارى فانظر الى اول السلسلة الموسوية انه بقى الدين الموسوى على الحالة الاصلية الى القرن الثالث كذلك الدين المحمدى بقى على حالته الاصلية وما فشى الكذب فيه كما اخبر به المخبر الصادق المصدوق خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم وقال ثم يفشو الكذب وهكذا انظر الى اخر السلسلة الموسوية جاء المسيح بن مريم فى القرن الرابع بعد الالف وهو خاتم سلسلة الموسوية فكذلك يجب ان ياتى خاتم الخلفاء السلسلة المحمدية ويكون ليماثل السلسلتان كما هو مقتضى لفظ كما - وهو يكون المسيح من الامة المحمدية كما يقتضى لفظ منكم فى الاية والحديث الصحيح امامكم منكم ويجيئ فى وقت يقارب الوقت الذى جاء فيه عيسى بن مريم ليتم المشابهة التى يقتضيها لفظ كما ثم انظر الى تطابق مضمون الاية للواقعات لان المسيح الموعود ادعى على راس القرن الرابع بعد الالف وبرهن على دعواه بالايات البينات التى ظهرت فى الافاق من الارضيات والسماويات ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

وايضا ظهرت الايات الكثيرة على يديه كما تدل الكتب المصنفة عليه - فتصديق دعواه تصديق لاية الاستخلاف وتكذيبها تكذيب لاية الاستخلاف كما يكذب بها فرقة الشيعة والخوارج من اول السلسلة الى اخرها - ومن الايات الارضية الطاعون والزلازل وغيرها - كما جاءت فى عبارات المسيح الموعود ع و من الايات السماوية الخسوف والكسوف انظر كيف جمع بها الله فى شهر رمضان ۱۳۱۲ھ هجرية كما فى حديث الدارقطنى وغيره الفاظه من كتب الحديث ان لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض تنخسف القمر فى اول ليلة من رمضان - يعنى فى اول ليلة من الليالى التى يكون فيها الخسوف وتنكسف الشمس فى النصف منه يعنى فى نصف الايام التى تنكسف الشمس فيها وما يوردها المخالفون على هذا الحديث من ايرادات فهى باطلة - بعضهم يقولون ان اسناد هذا الحديث ضعيف ولا يفهمون اصطلاح اصول الحديث ان من ضعف الاسناد لا يلزم عدم صحة مضمون الحديث لان الحديث وان كان من حيث الاسناد ضعيفا ولكن ان صححه الواقعات او التجارب الصحيحة او الالهامات الصادقة او الكشوف المصفة فيكون صحيحا قويا - بل يكون اصح من الاقوى احاديث الصحيحة التى صحت بحسب الاسناد فهذا الحديث شهدت على صدقه الشمس والقمر بجريانها والسموات السبع بدورانها فاين المفر - وبعضهم يعترض عليه ان اجتماع الخسوف والكسوف ليس مختصا بزمان المسيح الموعود ع - بل كان فى الازمنة السابقة ايضا مرارا كثيرة ولا يفهم هذا الجاهل ان ضمير لم تكونا يرجع الى الايتين من حيث انهما تكونان ايتين لصدق دعواه الصادقة فليبين المعترض الجاهل ان الخسوف والكسوف باجتماعهما فى رمضان ۱۳۱۲ھ بالحيثية الكذائية التى اشتهرت فى الاخبار المعتبرة المشهورة الانجليزية متى وقعا اى شخص ادعى انهما ايتان لصدق دعواى واما اجتماع الخسوف والكسوف فى رمضان ۱۳۱۲ھ فقد وقعا بالحيثية الكذائية التى اندرجت فى الحديث المذكور وادعى المهدى الموعود انهما ايتان لصدق دعواى لم يدع احد من المامورين السابقين انهما ايتان لدعواهما ان وقعا فى زمانهم فصدق المخبر الصادق انهما لم تكونا منذ خلق السموات والارض بالحيثية الكذائية ولولا الاعتبارات لبطلت الحكمة - الحديث - فتصديق دعواه عين تصديق الحديث وتكذيبها تكذيب كلام النبوة - ايضا قال الله تعالى - واذا العشار عطلت وفسر هذه الاية فى حديث مسلم اوردة فى ذكر المسيح الموعود ويترك القلاص فلا يسعى عليها - فانظروا الى تعطل العشار والقلاص فى هذا الزمان باجراء البوابير البرية فى سكك الحديد حتى انها جرت فى ملك الحجاز ايضا وستتم فتمت كلمة ربك صدقا وعدلا فانظروا كيف يسعى فى اجرائه ملك الروم وجملة اهل الاسلام - فان يعتذر احد من المخالفين فليسمع لا نسلم ذلك لان اجراءه موجب لتعطيل العشار والقلاص ولا نعطى هو يعتبه والمستثنى من سعيه مردود ومصدقه مقبول - دعواه كما اخبر به المخبر الصادق المصدوق فالحاصل ان تكذيب دعواه تكذيب الكتاب والسنة واوضحتها دلائل الشرعية على دعواه لجاوزت عدد من الالف نعطيكم بمطالعة الكتب والرسائل التى طبعت واشيعت فى الافاق كتبه محمد احسن خادم المسيح الموعود والمهدى المعهود عليه الف صلوة من الرب الودود الذى اظهر شان الربوبية للدين المحمدية فى زمن هذه الفتن واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين -

۹ - فروری ۱۹۰۸ء

عربی خط کا مضمون اردو میں

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته - اے میرے حبیب آپکا خط محبت نمط حضرت اقدس جری الله فی حلل الانبیاء مسیح موعود ومہدی مسعود کی خدمت بابرکت میں پہونچا ہر آپنے چاہا ہے - کہ خط اگر عربی میں لکھا جاوے - تو بہتر ہے - کہ یہاں کے احباب کی زبان تامل ہے ان عربی زبان کو بھی باسانی سمجھ سکتے ہیں - لہذا حضرت اقدس نے خاکسار سے ارشاد فرمایا ہے - کہ آپکو خط عربی میں لکھوں اولاً آپکی خدمت میں واضح ہو - کہ ایک مختصر خط میں مطالب کا آنا اور پھر اوس کے جملہ دلائل کا بیان ہونا کیونکر ہوسکتا ہے - اس لئے آپ اپنے دوست محمد یوسف وغیرہ سے فرمایئے کہ کتب اور رسائل مصنفہ حضرت امام ہمام علیہ السلام کا مطالعہ ضرور کریں - جو عربی فصیح میں متعدد بکثرت تصنیف کی گئی ہیں - جیسا کہ حمامة البشرے اعجاز المسیح فتوی سندھیہ حقیقة الوحی وغیرہ وغیرہ ان کتابوں میں حضرت مامور من اللہ نے وہ حقائق ومعارف اور مطالب اور اون کے دلائل اور دیگر نشانات ارضی و سماوی تحریر فرمائے ہیں - جو دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا کامل ہیں اور مومن کے لئے عین رحمتہ الہی ہیں ان نا انصاف ظالم لوگوں کے لئے تو بجز خسارہ اور ضرر کے اور کیا متصور ہو سکتا ہے ؎

اگر صد باب حکمت پیش نادان

بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

اسلئے یہ کاغذ مختصراً اول اون مضامین لطیفہ اور مطالب بقیہ کے

منسوخ ہونے کی کب گنجائش رکھتا ہے۔ مگر بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ سے بمنزلہ ایک قطرہ کی دریاء زخار سے لکھتا ہون۔ اوّل آیۃ استخلاف پر ہی غور کرو جو سورہ نور مین موجود ہے جس کا حاصل ترجمہ تفسیری یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے۔ اون مومنون سے جو تم مین سے ہین یعنی امت محمدیہ مین سے اور نیکو کار بھی ہین۔ کہ آئندہ بعد حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے اون کے جانشین پیدا کرتا رہے گا۔ جس طرح سے کہ پہلے اون کے یعنی بنی اسرائیل مین حضرت موسےٰ کے بعد جانشین اور خلفاء بناتا رہا ہے۔ آخر تک اس آیت اور اوس کے ترجمہ کو آخر تک خوب غور سے دیکھو۔ بعد تھوڑے سے غور کے تم کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ وعدہ الاستخلاف کا امت محمدیہ مین جو بعد نبی کریمؐ کے آئندہ زمانون مین واقع ہوگا وہ دو صورتون مین ہوگا۔ اوّل صورت تو یہ کہ جانشین نبی کریمؐ کے اسی امت محمدیہ مین سے ہون گے۔ بنی اسرائیل یعنے یہود و نصارےٰ مین سے کوئی شخص جانشین ہمارے نبی کریمؐ کا نہین آویگا۔ خواہ کوئی پیغمبر ہو یا غیر پیغمبر دوسری قید یہ ہے کہ البتہ یہ سلسلہ استخلاف کا مانند سلسلہ استخلاف حضرت موسیٰ ہی کے ہوگا۔ گویا سلسلہ استخلاف حضرت موسیٰ کا بمنزلہ ایک توطیہ اور تمہید کے تھا واسطے سلسلہ استخلاف محمدی کے اب ہم دونون سلسلون کی اوّل اور آخر پر غور کرتے ہین اور درمیانی سلسلون کو کتب مطولات کے حوالہ پر چھوڑتے ہین۔ ہم تواریخ بائبل سے پاتے ہین۔ کہ سلسلہ استخلاف موسوی مین قرنون تک بہ لحاظ دین موسوی کے بحالت اصل باقی رہا۔ اور کسی طرح کی تحریف و تبدیل دین موسوی مین واقع نہین ہوئی۔ جو کچھ بدعات اور تحریفات واقع ہوئین وہ بعد تین قرنون کے ہی واقع ہوئین۔ پھر جو ہم دین اسلام کے اوائل پر نظر کرتے ہین۔ تو یہ تواتر پاتے ہین۔ کہ تین قرنون تک دین اسلام بھی اپنی حالت اصلی پر بڑے زور و شور کے ساتھ ترقی پذیر رہا۔ اور جو کچھ دینی خرابیان اور بدعات جاری ہوئین وہ بھی تین صدی کے بعد ہی واقع ہوئین۔ جیسا کہ دین موسوی مین واقع ہوئی تھین۔ اور مخبر صادق کی وہ پیشگوئی بھی کامل طور پر پوری ہوئی۔ جو کلام نبوت مین وارد ہوئی تھی۔ کہ سب قرنون سے افضل قرن تو مرا قرن ہے اور اوس کے بعد جو قرن اوس کے قریب ہوگا۔ اور پھر اوس کے بعد جو قرن اوس کے قریب ہوگا اور پھر اس کے بعد کذب سے بدعات اور خرابیان دین اسلام مین شائع ہو جاوینگی اور ایسا ہی واقع ہوا۔ فصدق رسولہ الکریم۔

اب ہم دونون سلسلون کی آخر پر ہی نظر کرتے ہین تو پاتے ہین کہ حضرت موسیٰ کے بعد قریباً چودہوین صدی مین جبکہ تحریفات اور بدعات کا زمانہ بڑے زور و شور پر تھا۔ حضرت عیسےٰ ابن مریم واسطے اصلاح اُمت موسوی کے مبعوث ہوئے اور وہی خاتم الخلفاء سلسلہ موسویہ کے بھی ہوئے ہین۔ پس حسب مقتضاء لفظ کما کے ضروری ہوا کہ خاتم خلفاء سلسلہ محمدیہ کا بھی نام مسیح بن مریم تقریباً چودہوین صدی ہجریہ مین اُمت محمدیہ مین سے ہی مبعوث ہوئے تاکہ دونون سلسلون مین تماثل اور تشابہ پیدا ہو جاوے اور لفظ کما کا معوذ باللہ عبث اور لغو نہ ہو۔ الحمد للہ کہ ایسا ہی واقع ہوا اور واقعات نے شہادت دیدی ہے کہ دونون سلسلون مین ایسا ہی تطابق ہے جیسا کہ لفظ کما کا مقتضا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے راس صدی چہاردہم ہی پر دعوی مجددیت و مسیحائی و مہدویت دنیا مین شائع کیا اور اون کے اس دعوے پر علاوہ ادلہ شرعیہ کتاب و سنت کے نشانات آسمانی و زمینی سے ہی منجانب اللہ شہادت حاصل ہوگی۔ جو تمام دنیا مین شہرۂ آفاق ہے۔ ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

الحاصل تصدیق آپکے دعوے کی تصدیق آیات آلہیہ کی ہے۔ اور تکذیب آپکے دعوے کی تکذیب آیات آلہیہ کی ہے۔ خواہ آیات قرآنیہ ہون یا نصوص حدیثیہ یا نشانات آسمانی ہون یا نشانات زمینی۔ جن کی پیشگوئی آنحضرت صلعم مخبر صادق نے کی تھی اور وہ وارد مین حدیث مین موجود ہے اب فرمایئے کہ ایسے ادلہ متناسبہ کو کون کودن تسلیم نہ کرے گا جن کا تناسب واقعات نے ثابت کر دیا۔ مثلاً نشانات ارضیہ مین سے طاعون اور زلازل ہین جو احادیث مین ذیل علامات مسیح موعود مین مذکور کی گئی ہین۔ اور پھر بڑے زور و شور کے ساتھ زمانہ مسیح موعود مین وہ واقع ہو چکی۔ اور آیات سماویہ مین سے کسوف و خسوف ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ و ۱۳۱۲ ہجریہ جمع فرمایا۔ الفاظ حدیث یہ ہین۔ جو دار قطنی وغیرہ کتب معتبرہ حدیث مین مذکور ہے۔

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض تنخسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان یعنے فی اوّل لیلۃ من اللیالی التی یقع فیھا الخسوف و تنکسف الشمس فی النصف منہ یعنے فی نصف الایام التی تنکسف الشمس فیھا انتھیٰ۔

بعض جہلا اس حدیث پر چند اعتراض کرتے ہین حالانکہ وہ سب اعتراض بالکل باطل اور لغو و فاسد ہین ایک اعتراض یہ ہے۔ کہ یہ حدیث من حیث الاسناد ضعیف ہے۔ یہ معترض اصول حدیث کے قاعدہ کو بھی بالکل نہین سمجھتا۔ جو ایسا واہی اعتراض کرتا ہے۔ کیونکہ سلمنا کہ اسناد ضعیف ہے۔ مگر قاعدہ اصول ہے کہ اگر کوئی حدیث من حیث الاسناد ضعیف ہو۔ جو ایک اصطلاح حدیث کی ہے۔ تو ضعف اسناد سے لازم نہین آتا کہ وہ حدیث بھی غلط ہو جاوے۔ مثلاً اگر واقعات اوس کی تصحیح کر دیوین۔ تو پھر وہ حدیث تو اُس حدیث سے بھی اصح اور قوے ہو جاوے گی جو من حیث الاسناد تو صحیح ہون۔ لیکن واقعات اوس کے مصدق نہ ہوئے ہون اس لئے یہ حدیث تو نہائت درجہ پر صحیح اور قوی ہے کیونکہ اوس کی صحت اور قوت پر زمین و آسمان نے منجانب اللہ شہادت دے دی ہے۔ فصار الاعتراض ھباءً منثورا۔ اور بعض کم فہم یہ اعتراض کرتے ہین۔ کہ زمانہ سالقہ مین بھی چند بار ایسا اجتماع کسوف اور خسوف کا واقع ہوا ہے۔ یہ جاہل معترض نہین سمجھتا۔ کہ ضمیر لم تکونا کی طرف راجع ہے۔ جو بمعنی دو نشانون کے ہے اور ظاہر ہے۔ کہ کسی شخص نے زمانہ سالقہ مین کسوف اور خسوف کا اپنے دعوے کی تصدیق کے لئے نشان ہونے کا دعوے ہرگز ہرگز نہین کیا بخلاف مانحن فیہ کے کہ حضرت مسیح موعود نے ہزارہا رسائل اور کتب اور اشتہارات مین اون کے نشان ہونے کا دعوے تمام دنیا مین شائع کیا ہے۔ پس مخبر صادق کی پیشگوئی تو یہ تھی۔ کہ یہ اجتماع کسوف و خسوف ہمارے سچے مہدی کے لئے دو نشان ہووین گے۔ سو یہ پیشگوئی واقع ہو گئی۔ اب پھر یہ کہنا کہ ایسے واقعات تو ہمیشہ ہی ہوا کرتے ہین کیسی حماقت ہے۔ جس سے تمام نشانہائے مندرجہ قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیونکہ جملہ انبیاء کے لئے جو نشانات من جانب اللہ دئے گئے ہین۔ وہ دنیا مین واقع تو ہوتے ہی رہتے ہین۔ پس معترض پر اون سب کی تکذیب

لازم آیگی حتیٰ کہ فرعون اور آل فرعون کا غرق ہونا بھی کوئی نشان صداقت موسوی کے لئے نہین ہوسکے گا کیونکہ اکثر جہاز در کشتیان غرق ہوتی رہتی ہین۔ الحاصل دارومدار کسی واقعہ کے نشان صداقت مامورمن اللہ کے لئے ہونے کا پیشگوئی ہوا کرتی ہے۔ جو ویسے ہی واقع ہو جیسا کہ مامورمن اللہ نے اوسکی خبردی ہے۔ یہ اجتماع خسوف وکسوف دو نشان تصدیق مسیح موعود کے لئے ایسے ہی واقع ہوئے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے اور قیامت تک آپکا نشان ہونا زبان خلق پر جاری رہیگا۔ فصدق المخبر الصادق فی اخبارہ انہما لم تکونا منذ خلق السموات والارض۔ پس تصدیق آپکے دعوے کی عین تصدیق کلام نبوت کی ہے اور تکذیب اوس کی عین تکذیب کلام نبوۃ کی ایضاً فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اور یاد کرو اس وقت کو کہ اونٹنیان معطل کی جاوین گی۔ اس آیۃ کی تفسیر خود کلام نبوۃ مین مذکور ہے۔ جو صحیح مسلم مین باب مسیح بن مریم مین مندرج ہے۔ کہ یترک القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ کہ جوان اونٹنیان متروک کی جاوین گی۔ اور اون پر دوڑ نہ کیجاوے گی۔ یعنے سواری نہ کی جاوے گی۔ اب دیکھو کہ ہندوستان مین مدت سے اونٹنیون کی سواری بمقابلہ ریل کے متروک ہو ہی گئی ہے۔ لیکن عرب مین بھی حجاز ریلوے کے سبب سواری اونٹنیون کی متروک ہوتی جاتی ہے۔ اور قریب تر بالکل مسافات بعیدہ تک متروک ہو جاوے گی۔ اب غور کرو کہ اس نشان کے پورا کرنے کے لئے اول تو گورنمنٹ انگلشیہ نے کیسی جان توڑ کوششین کی ہین اور لاکھون روپیہ اوس کی طیاری مین صرف کیا اور الحال گورنمنٹ رومیہ معہ جملہ اہل اسلام کے حجاز ریلوے وغیرہ کی طیاری مین کیسی مساعی جمیلہ عمل مین لارہے ہین۔ اب ہمارے مخالفین کو چاہیئے کہ اس نشان آلٰہی کو جسکی خبر قرآن مجید اور حدیث صحیح دونون مین موجود ہے پورا نہ ہونے دیوین تاکہ اونٹنیان معطل اور بیکار نہ ہووین جس سے تصدیق مسیح موعود کی لازم آتی ہے۔ اور اس ریل کی سواری کی خبر متعدد جگہ پر قرآن مجید مین موجود ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ و یخلق مالا تعلمون۔ وحملنا ذریتھم فی الفلک المشحون وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون۔ اب فرمائیے۔ کہ مالا تعلمون سے بجز سواری ریلوے کے اور کیا مراد ہوسکتی ہے۔ پس لفظ ما سے مراد بقرینہ سباق آیۃ والخیل والبغال والحمیر کے بجز سواری کے اور کیا ہوگی اور مثل جہاز کے جو دریائی سواری ہے بجز ریلوے کے جو بری سواری ہے اور کیا ہے۔

اگر اس مختصر خط مین نشانات اور دلائل شمرتیبہ کی تفصیل کیجائے تو براہین کا شمار عدد ہزار سے بھی متجاوز ہوجاوے۔ اسلئے آپ صاحبون کو لازم ہے کہ کتب مصنفہ اور رسائل حضرۃ صاحب کو مطالعہ کرو۔ وبس۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

کتبہ محمد احسن نزیل قادیان ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۰۸ء

حضرت جنید بغدادی

اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کل یا پرسون رات کو یعنی ۲۵ر فروری سنہ ۸ء کے آس پاس ایک عجیب نکتہ معلوم ہوا۔ مین ایک وقت معمول تک پڑہا کرتا ہون۔ اتفاق سے کتاب ختم ہوگئی اور پانچ منٹ باقی رہ گئے۔ مینے کہا۔ کہ اور کوئی اور کتاب بھی پڑھ ڈالو۔ تو ایک کتاب متعلق جنید بغدادی کی ہاتہ مین آگئی اور جو صفحہ کہ کھولا تو وہ ۸۸ نکلا۔ نظر زیادہ تر صفحہ کے شروع پر ہی پڑا کرتی ہے۔ مگر میری نظر متن کے بالکل وسط مین پڑی۔ تو یہ عبارت تھی۔ ”کسی نے پوچھا (جنید بغدادی سے) اوس شخص کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین۔ جو ہدائیت کررہا ہے۔ مگر گانا سن کر اوس کی حالت متغیر ہو گی۔ فرمایا مخلوق سے عہد اولین لیتے وقت جب اللہ جل شانہ نے فرمایا تھا الست بربکم۔ اوس وقت اس کلام کی شیرینی نے روحون کو ایک چوٹ لگادی تھی جب گانا سنتے ہین تو وہی چوٹ پھر یاد آجاتی ہے۔ نیز فرمایا۔ کرتے تہے تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتون پر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھہ مخصوص تھین۔ (۱) سخاوت جو حضرت ابراہیم کا حصہ تھی (۲) رضا جو حضرت اسحٰق کے ساتھہ مخصوص تھی“ (۳) صبر جس کا حق حضرت ایوبؑ نے ادا کیا (۴) اشارہ جو حضرت ذکریا کے لئے خاص تہا (۵) غریب الوطنی جو حضرت یحییٰ کے لئے تھی (۶) سیاحی جو حضرت عیسیٰ کے خصائص مین سے تھی۔ (۸) یہ نقل مطابق اصل اوس کتاب کی ہے اس مین نمبر ۷ غائب ہے۔ شاید وہ خصلت اب دنیا مین نہین ہے بلکہ کسی فلک پر ہو۔ اور ان باتون کا ماخذ طبقات الکبریٰ ہے۔

ہمارے لئے اس مین بہت سے امور بڑے عبرت ہین مگر یہ ساتوین خصلت جو حضرت عیسیٰ کے ہے۔ یہ قابل غور ہے۔ غیر احمدی مسلمان مصر ہین کہ نہین حضرت عیسیٰؑ بجسد عنصری آسمان پر تشریف لے گئے اور اس حساب سے اون کی عمر صرف تینتیس ۳۳ برس کی رہ جاتی ہے جس مین فی زمانہ نبوت محض تین برس کا رہ جاتا ہے۔ اس مدت مین اونہون نے کونسا عظیم الشان سفر کیا جس سے سیاحی کی صفت کے وہ مرکز بن گئے۔

یون تو ہم بھی لکھنو اور جے پور آتے جاتے ہین مگر سیاح نہ کہلائے۔ پنجاب مین ایک آدمی ہے۔ عبدالرحمن مصر ہو آیا ہے۔ اوس کو لوگ سیاح کہتے ہین۔ لفظ سیاح کے ساتھہ ایک چھپے ہوئے معنے بھی ہین۔ کہ بیدل سفر کیا ہو۔ ابن بطوطہ سیاح کہلاتا۔ وہ چلا افریقہ سے۔ اور نہ معلوم کہان کہان گیا مگر وہ شخص کس طرح سیاح ہوگیا۔ جو ناصرہ سے بیت المقدس گیا یا بڑا تیر مارا ہوگا۔ تو ملک شام کے دو چار شہر اور دیکھہ لئے ہون گے۔ جس سے زیادہ شہر مین نے ہندوستان کے دیکھے ہون گے۔ لہذا غیر احمدی مسلمان جواب دین کہ جنید نے حضرت مسیح کو سیاح کیونکر بنادیا۔ لازمی طور سے انہون نے کوئی بڑا سفر کیا اور شام سے کشمیر تک۔ واقعی ایک لمبا سفر ہے۔ اور اکیسو بیس یا اکیسو چھبیس برس کی عمر ایسی ہے۔ جس مین انسان اوس زمانہ مین شناخت کرسکتا تہا۔ اور لاکھون آدمی اوس کی سیاحی کے گواہ ہوسکتے تہے اور ہوتے تہے اور ہوئے پس حضرت جنید بغدادی کا احسان ہے۔ کہ حضرت کو ایک صفت سے موسوم کرکے ہمارے لئے ایک شہادت پیدا کردی اور مولوی شیر سنے پبلک مین پیش کرکے ہم تک یہ بات پہونچادی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اون کی قبر کا پتہ بذریعہ الہام یا خواب ہوا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام یا خواب یا مراقبہ غلط سمجھا جاوے۔ اور محمد شمس الدین قدس سرہٗ کے مکاشفے دربارہ قبر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کالوحی من السماء سمجھا جائے۔ (یہ وہ بزرگ ہین جو یزید کے ہمراہ بزمانہ حضرت معاویہ قسطنطنیہ فتح کرنے گئے تھے۔ اور صلح ہوگی۔ مگر لشکر ہنوز واپس نہین ہوا تھا کہ آپکا انتقال ہوگیا۔ یہ لشکر سنہ ۴۶ھ مطابق ۶۶۵ عیسوی

لیا تھا) ہان ایک بات رہ گئی۔ وہی مردہ پرستی کا مادہ شمس الدین اب دنیا میں نہین بلکہ اونہون سے وفات پائی (شعرا) ست ہین۔ مین لکھنے والا تھا کہ مر گئے۔ مگر بے ادبی ہوتی تھی۔ مگر لفظ وفات سے بہی۔ ڈرتا ہون۔ کہ کہین لوگ نہ سمجھ جاوین۔ کہ وہ آسمان پر چلے گئے خیال رہے کہ فلان مرگیا۔ اسی کا مہذب طریقہ کہنے کا یہ ہے۔ کہ فلان نے وفات پائی۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ مین متوفیک وفات کے عزیزون مین سے ہین۔ اور اون سے مرلو بھی مرنا ہے۔

محمد عمر جذب۔ لکھنوی مقیم حال لاہور

یہ حسن ظنی بھی ایک بدظنی ہی

جب سے عربی زبان کا علم مسلمانون سے اٹھ گیا ہے۔ وہ حسن اخلاق حسن ظن کے معنے بالکل نہین سمجھتے۔ عام طور سے جو میٹھی زبان مین گفتگو کرے ہر ایک سے جا و بے جا بہ لطف و مدارات پیش آئے اسے کہتے ہین۔ یہ صاحب حسن اخلاق ہے حالانکہ یہ سخت غلطی ہے۔ خدا تعالے کے دئے ہوئے قوی کو مناسب محل و موقعہ پر استعمال کرنے کا نام حسن اخلاق ہے پس اگر کوئی شخص نرمی کے موقعہ پر سختی یا سختی کے محل پر نرمی کرتا ہے۔ تو اوسے کبھی صاحب حسن اخلاق نہ کہنا چاہئے ایسا ہی جب کہا جاتا ہے۔ کہ حسن ظن سے کام لو۔ تو اوس کے یہ معنے نہین۔ کہ سب کو نیک ہی سمجھو۔ حتے کہ چور اور کیسہ بر کو بھی بھلا آدمی ہی باور کرتے رہو بلکہ ظن کو مناسب موقعہ و محل اور ایسے طور سے استعمال کرنے کا نام (جس سے نیک نتیجہ مرتب ہو) حسن ظن ہے۔ مین امید کرتا ہون۔ کہ اس نکتہ کو میرے بھائی یاد رکھین گے۔ ورنہ حسن ظن جن عام معنون مین لیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے تو یہ حسن ظن بھی ایک بدظنی ہے یعنی ظن کا بُرے رنگ مین استعمال ہے (مکمل)

مجمع الاخوان

۲۳۔ فروری کو راجہ دھیان سنگھ کی حویلی مین احمدی طلبار کا جلسہ ہوا جس مین مرزا یعقوب بیگ صاحب کا مضمون بہت دلچسپی سے سنا گیا۔ وہ قریباً ½ ۲ گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ اس قدر دلچسپ اور پُر حقائق تھا۔ کہ حاضرین نے تو گھبراہٹ دکھائی اور نہ کسی قسم کی بے چینی بڑے آرام سے سنتے رہے ایسا ہی مولوی صدرالدین صاحب کا مضمون تھا انہون نے حضرت محمد صلعم کی کامیابی اور حضرت یوسف کی کامیابی کو بیان کرتے کرتے حضور کی کامیابی کا موازنہ کیا اور ناظرین پر خوب روشن کر دیا کہ اس قدر کامیابی خدا ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ بغیر اس کے ناممکن ہے

طلبار پر اس قدر اثر ہوا کہ بعض ایک ہندو لڑکے سے جو گورنمنٹ کالج مین بی۔ اے کلاس مین پڑھتا ہے پوچھا کہ تم نے جلسہ سے کیا فائدہ حاصل کیا اوس نے جوابدیا۔ کہ مین پیشتر اس کے مذہب کو فضول خیال کرتا تھا اب مجھے کچھ سمجھ آگئی۔ کہ مذہب بھی ایک خوش کن چیز ہے۔ حاضرین کی تعداد کا آٹھ نو سو تک تخمینہ کیا جاتا ہے۔

ایک اور زلزلہ

برادرم غلام دستگیر صاحب اسپشل اسسٹنٹ کلائین ہگ پوسٹ سے اطلاع دیتے ہین۔ کہ یہان ۹ اور ۱۰ فروری کی درمیانی شب کو بوقت ½ ۱۲ بجے اچھا خاصہ زلزلہ آیا۔ سپاہیون کی پٹیان جو دیوارون کے ساتھ لٹکائی ہوئی تھین۔ گر پڑین۔ اور جو کوئی جاگتا تھا۔ بہت گھبرا گیا۔ اللہ تعالے اپنا رحم کرے۔

زلزلے پر زلزلہ آرہا ہے۔ مگر غافل خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے۔ اتر۔ دکن۔ پورب۔ پچھم کے رہنے والے کان کھول کر سن رکھین۔ کہ خدا تعالے اپنی قہری تجلیون سے اپنی ہستی منوا کے چھوڑیگا (مکمل)

دونون مین سے ایک بات ضرور ہو

یا تو عمل بالاسلام کا گم شدہ ہیرا پھر ہمین مل جائے اور یا ہم مین سے وہ پوری نسل ہلاک ہو جاوے جسکی شرمناک حرکتین اسلام کے لئے مایۂ ذلت ہین۔ مایوسی اور حسرت کا اس سے بھی بڑھکر کوئی ہولناک سین ہوسکتا ہے۔ جو آج پیروان اسلام کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ قوم کیسے سدھرے گی جس مین لاکھون کی تعداد سے زیادہ انسان جہل و وحشت کے کال پتلے ہین۔ وہ جماعت کیونکر شائستگی سے قریب ہوگی جس کے دو ثلث سے زیادہ افراد اب تک سیاہی اور سفیدی مین فرق کرنا سیکھے ہین؟ محرم کی ابتدائی تاریخون مین اسلام کی کیا صورت نظر آتی ہے؟ یہ کہ مُل ایجز کا ایک مذہب جو تمام توہم پرستی اور جہل و نادانی کا مجموعہ ہے جسمین روشنی نام کو نہین جسے شائستگی اور آدمیت سے مس نہین جو بالکل اس سے مجبور ہے کہ اپنے دوستون مین کوئی عمدہ خصلت پیدا کرے۔ جو بیسوین صدی مین جہالت کا ایک ظلم دیتا ہے۔ تناطا قنور کہ نئے تمدن سے بھی تربیت نہ کہا سکا وہ ایک ایسا گروہ ہے پیدا کرنے کے سوا کچھ نہین کرسکتا۔ جو پتھر کی جگہ کپڑون' کاغذون' اور کھپچیون کے غیر حیوانی شکل کے بُت بنا کر پوجے اور فرضی جنازہ اور جلوس نکال کر ایک مضحکہ انگیز تماشہ دکھلا دیا کرے۔ بس اب ہمارے لئے اسکے سوا اور کیا کام باقی رہ گیا ہے۔ کہ جہان تک ہوش و حواس کام دیں رؤین اور جہان تک ساتھ دے در و دیوار سے سر ٹکرائین۔ (وکیل)

فرعون کی لاش

جو لوگ مصر کی قدیمی چیزون کا سراغ لگانے مین مصروف رہتے ہین۔ ان کو فرعون کی لاش بھی مل گئی ہے۔ جو حنوط کی ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی شکل نہایت مکروہ تھی۔ جسم فربہ تھا۔ قد پانچ فٹ ساڑھے آٹھ انچ کا تھا سر پر بال کم تھے ناک پتلی تھی۔ دانتون کی قطار مین دو داڑھین کھوکھلی تھین جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ کھانے پینے کے وقت فرعون کے دانتون مین سخت درد ہوتا تھا۔ اور درد کی شدت سے وہ بالکل دیوانہ ہوجاتا تھا۔ اسی دیوانگی حالت مین وہ بنی اسرائیل کی نسبت نہایت سخت ظالمانہ احکام جاری کرتا تھا ان ظلمون کا خاتمہ بحر احمر کی موجون نے کیا جس مین وہ غرق ہوا۔ پھر اوس کی لاش نکال کر حنوط کی گئی

یہودی اس ظلم کے پنجے سے نجات پانے کی عید منانے ہین جس کو عید فصح کہتے ہین۔ ایک ظریف کہتا ہے کہ اگر فرعون کے زمانے مین دانتون کا علاج کرنیوالے طبیب مصر مین موجود ہوتے تو یہودیون کو عید فصح منانے کا کبھی موقعہ نہ ملتا

سرحدیون کی شرارت

پشاور سے خبر آئی ہے کہ ۱۰ تاریخ کی شب کو پشاور اور جمرود کے درمیان ایک ٹرین کو پٹڑی سے اتارنے

کی کوشش کی گئی۔ سڑک پر بڑے بڑے پتھر اور شہتیر رکھدیئے گئے۔ مگر ٹرین کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔ صرف انجن کو نقصان پہونچا ہے۔ یہ شرارت یقیناً ذکاخیلیوں کی ہے اور ممکن ہے۔ وہ پھر بھی ایسی شرارتیں کریں۔

تازہ ایجاد ایک امرکن موجد مسٹر تیسلہ نے بغیر تار کے برقی لہروں کو حیرت انگیز فاصلہ تک بھیجنے کی تجویز نکالی ہے۔ اس ترکیب سے مسٹر موصوف کو ۱۰ کروڑ گھوڑوں کی طاقت حاصل ہو جائے گی۔ اس کو یقین ہے کہ اب مریخ کے باشندے اس کی باتوں کا جو برقی لہروں کے ذریعہ سے کی جائیں گی۔ آسانی کے ساتھ جواب دے سکیں گے۔ اس کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اہل مریخ اعلیٰ درجہ کے روشن خیال اور ذہین لوگ ہیں۔ امریکہ کے مشہور ہیئت دانوں کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے اور گذشتہ چند سالوں سے سائنس دانوں کو اس انکشاف کے متعلق بہت کچھ نئی شہادت مل چکی ہے۔ پروفیسر جی سی سلیپر متعلق کلیگ سٹاف ابرزرویٹری ایری زونا بیان کرتا ہے۔ کہ مریخ کے متعلق میرے جدید مشاہدات کے نتائج پروفیسر لوول کی تھیوری سے بالکل مطابق ہیں۔ مریخ میں جو نہریں پہلے دریافت ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ کئی اور نہریں دریافت ہوئی ہیں۔ بہت سی دوسری نہریں نظر آئی ہیں۔ جن کی تعمیر اور استعمال سے وہاں کے باشندوں کی ذہانت کا پتہ ملتا ہے۔

ملک فرانس میں گھوڑوں اور گدھوں کا گوشت بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر سال تیس ہزار گھوڑے وہاں کے باشندوں کی شکم پروری کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں۔ یہی حال جرمنی میں ہے حال میں ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ سے مچھلیاں بغیر پانی کے زندہ رہ سکتی ہیں چونکہ مچھلیوں کی زندگی کے لئے آکسیجن ضروری ہے اس لئے آلہ سے آکسیجن پہونچانے کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔

چوری لاہور کے کوچہ بابیاں میں رات کے آٹھ نو بجے ایک واقعہ ہوا۔ جسے چوری۔ اور سینہ زوری اور قتل سب کچھ کہنا بجا ہے رات کے نو بجے کے قریب ایک شخص مشتبہ شکل کا بغل میں کچھ دبائے ہوئے گلی سے نکل رہا تھا کہ کسی نے اس پر دیکھ کر اُس پر شک کیا اس سے پوچھا گیا کہ کون ہے اور کہاں سے آتا ہے۔ کچھ جواب دیکر وہ تیز چل پڑا اور سے شخص نے چور چور پکارنا شروع کیا اور اس کے پیچھے دوڑا۔ چور اپنی ٹوپی اور کچھ اور چیز پھینک کر بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر تک اس کا تعاقب ہوا۔ لیکن پیچھا کرنیوالے ٹھہر گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ اس نے ایک گھر میں گھس کر جہاں ایک عورت اور دو ننھے بچے رہتے تھے۔ عورت کے کئی زخم لگائے اور اس کا منہ بند کر کے سب مال و اسباب لوٹ لیا۔ لاہور جیسے شہر کے ایک کوچہ میں آٹھ نو بجے ایسا واقعہ ہو جانا افسوس اور شرم کی بات ہے۔
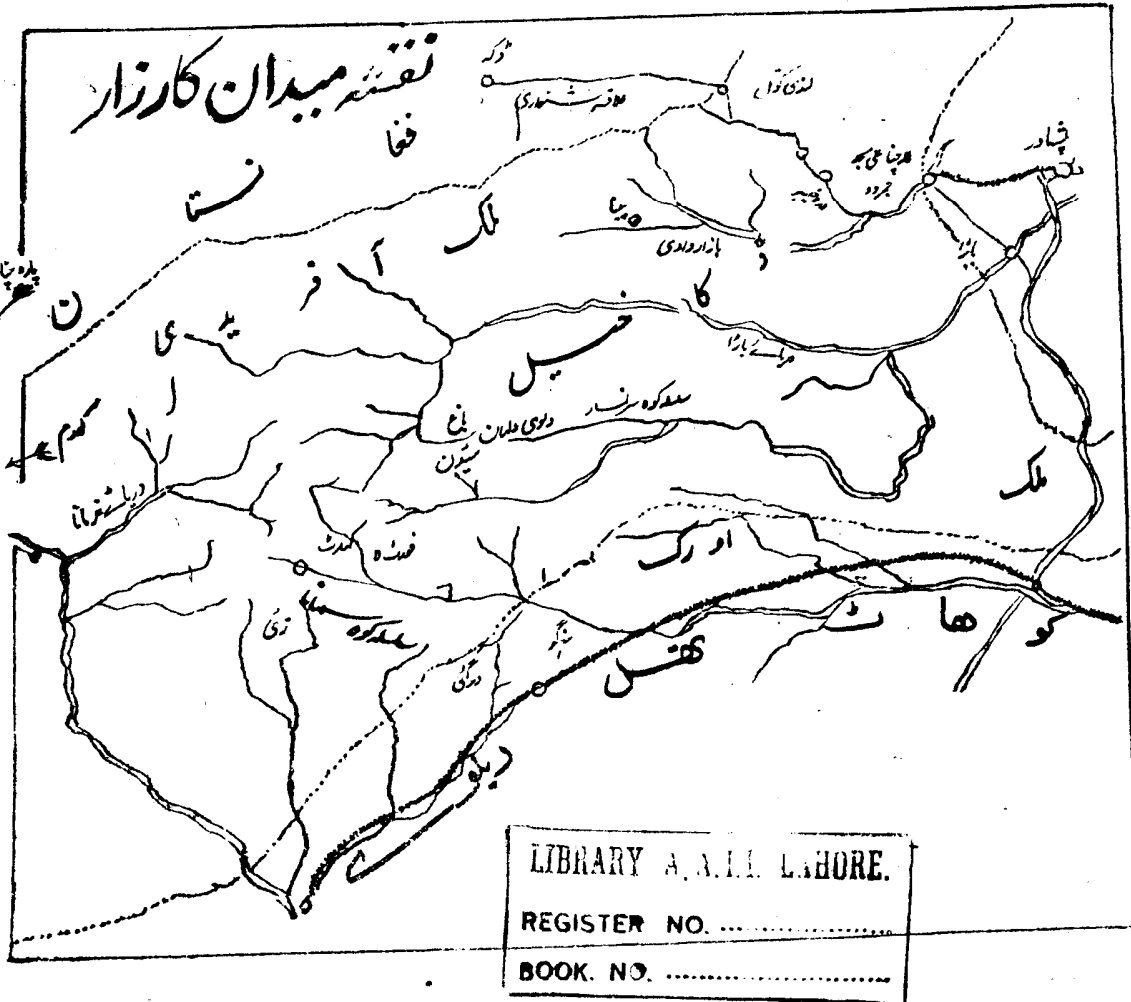
قابل توجہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل

اس وقت اگر کسی محکمہ میں پبلک دپیں کی کچھ پرواہ کی جاتی ہے تو وہ ڈاک خانہ ہے اور اسی امید پر اگر ہم پبلک کی تکلیفات کا اظہار کریں۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ نئے وی پی سسٹم کے برخلاف اس وقت چاروں طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہے۔ تاجر بیوپاری اخباروں کے مینجر اور دیگر ایجنسیوں کے کلرک سب اپنی اپنی جگہ پر نالاں ہیں جب تک یہ نیا سسٹم جاری نہ ہوا تھا۔ امید کی جاتی تھی کہ اس نئے طریق سے بہت سی تکالیف رفع ہو جاویں گی لیکن اس کے اجرا پر سب امیدوں پر پانی پھر گیا بلکہ یہ الٹا وبال جان ثابت ہوا۔ ڈاک خانہ والوں نے اپنے خیال میں کام ہلکا کیا لیکن برخلاف اس کے کام دوچند بلکہ سہ چند بڑھ گیا۔ جب وی پی وصول ہو کر آتے ہیں اس وقت سخت مشکل کا سامنا پیش آتا ہے۔ منی آرڈر کے کوپن پر نہ تو صاف حروف میں نام ہی لکھا ہوتا ہے نہ مفصل پتہ اور نہ ہی بھیجنے والے کے رجسٹر کا نمبر اور بعض کوپنوں پر تو تعداد روپیہ بھی درج نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ یہ کس کا روپیہ آیا ہے اور کس مد میں روپیہ آیا ہے جن لوگوں کے تھوڑے وی پی جاتے ہیں۔ اون کے لئے تو شاید نیا سسٹم اس قدر تکلیف دہ نہیں ہوگا۔ جس قدر اون کارخانوں کے لئے جن کے ایک ہی جگہ سے کئی قسم کے روپیہ کی وصولی کے لئے وی پی کئے جاتے ہیں۔ رقم وصول ہونے پر کچھ پتہ نہیں لگتا ہے کہ کس مد کا روپیہ وصول ہو کر آیا ہے۔ یہ تو ہیں بیوپاری لوگوں کی تکلیفات۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نئے سسٹم سے ڈاک خانہ کے سٹاف یا ڈاک خانہ کو کسی قسم کا فائدہ ہوا۔ واقعات کی بنا پر اس کا جواب بھی نفی میں ملتا ہے ڈاک خانہ کے کلرکوں کا کام دگنا ہو گیا ہے۔ فارموں کی چھپوائی کا خرچ بڑھ گیا ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس مصلحت پر یہ سسٹم جاری کیا گیا ہے۔

ہم بڑے ادب سے گزارش کے ساتھ پوسٹ ماسٹر جنرل کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس طریقہ پر پھر غور فرماویں اور اگر وہ اس سے بہتر کوئی فارم مرتب نہ کر سکتے ہوں۔ تو وہی پرانا فارم اجرا کر کے پبلک کو اس عذاب سے رہائی دیکر مشکور فرماویں۔ ایکاش۔

سڈیشن کا انسداد

سندھیا کے پرنٹر اور پبلشر کو دو سال کی قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور اگر جرمانہ ادا نہ ہو۔ تو ۶ ماہ کی مزید قید۔ نو شکتی اخبار کے پرنٹر اور پبلشر مسٹر منوہن گھوش کو ۶ ماہ قید سخت اور ایکہزار روپیہ جرمانہ کی سزا آپنے تجویز کی۔ دونوں مجرموں نے وکیل کے ذریعہ درخواست کی کہ آئیندہ کے لئے ان کو اخبارات کا پرنٹر اور پبلشر نہ سمجھا جاوے۔ مراد یہ تھی کہ دوسرے آدمی ان کی جگہ لے سکیں۔

روسی جرنیل

روسی جرنیل سے پورٹ آرتھر کا قلعہ بہادر جاپانیوں کے سپرد کر دیا تھا اس کا نام سٹوئسل تھا۔ ناظرین حیران ہوں گے کہ ایسے بودے آدمی کو ہم نے بہادر کا خطاب کیوں دیا۔ اس کی وجہ بھی ہم بتائے دیتے ہیں۔ یہ فہرست بہت دیر ہوئی کہ درج اخبار ہو چکی ہے۔ کہ سٹوئسل کے جرم کی سزا تجویز کرنے کو روسی گورنمنٹ نے ایک کورٹ مارشل بٹھایا تھا۔ جنرل سٹوئسل نے کورٹ مارشل کے سامنے آخری تقریر کرتے ہوئے پورٹ آرتھر کے جاپانیوں کے حوالہ کر دینے کی ساری ذمہ واری اپنے سر پر لے لی اور کہا کہ اگر اس جرم کی تلافی میرے خون سے ہو سکتی ہے۔ تو میں پھانسی چڑھ جانے کو تیار ہوں۔

ملاہدی کی کشتی

لندن سے خبر آئی ہے۔ کہ ملاہدا برٹش کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ ہے چنانچہ اس نے اپنی طرف سے کھلم کھلا جہاد کی تلقین کی۔ مگر دیگر سرحدی قومیں اس کی تقریروں کی پرواہ نہیں کرتیں انہوں نے صاف کہہ دیا ہے۔ کہ ہم بادشاہ کے حکم سے جہاد کرینگے۔ نہ کہ تم ایسے ایک ملا کے کہنے سے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

احاطہ } ڈاک خانہ ملتان کے اندر ایک کنواں ہے، اوس میں سے قریب ایکسو چٹھیوں کا بنڈل نکالا گیا۔ جو مختلف لوگوں کے نام کی باہر سے آئی تھیں اور بلا تقسیم کرنے کے چاہ میں ڈالی گئی تھیں ڈاک خانہ کے ملازم کہتے ہیں۔ کہ اونہوں نے یہ چٹھیاں ہرکارہ ڈاک کے حوالہ کی تھیں۔ اوسی نے کام کے بچنے کے خیال سے ڈال دی ہوں گی۔ لیکن ہرکارہ ڈاک کان کو ہاتھ لگا کر کہتا ہے۔ کہ ہرگز یہ چٹھیاں اس کو نہیں ملیں ورنہ کیوں ڈاکخانہ کے کنوئیں میں ڈالدیتا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

محکمہ جنگلات | سال زیر رپورٹ میں محکمہ جنگلات کی آمدنی ۱۵۶۵۰۰۰ روپے ہوئی۔ جس میں ۱۲ فیصدی کی کمی نمایاں ہے۔ یہ کمی زیادہ تر قلت پیداوار کے باعث واقع ہوئی۔ اور اس کے ساتھ خرچ بھی گذشتہ سال سے ۹ فیصدی گھٹ کر صرف ۱۱۵۷۴۲۹ روپے رہا تاہم منافع صرف ۴۰۷۵۷۰ روپے یعنی ۱۹۰۶-۰۵ء کے مقابلہ میں ۱۰۳۱۴۱ روپے کم ہوا۔ صاحب کنسرویٹر کا خیال ہے۔ کہ ابھی اور چند سال تک چوب عمارتی کی فروخت سے آمدنی کم ہوگی۔ کیونکہ آسٹریلیا کی لکڑی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور ادنےٰ قسم کی لکڑی بے ایمانی سے دیودار بنا کر بیچی جارہی ہے۔ لیکن اس موقع پر یہ سوال بے اختیار پیدا ہوتا ہے۔ کہ آسٹریلیا ہزارہا میل کے فاصلہ سے لکڑی روانہ کرنے اور جہاز و ریلوے کا محصول دینے کے باوجود اگر اپنی عمارتی لکڑی ارزاں فروخت کر سکتا ہے۔ تو محکمہ جنگلات پنجاب خاص موقع پر موجود اور جہاز و ریل کے خرچ سے بری ہونے پر کیوں کرایسا نہیں کر سکتا۔ اور جو ادنےٰ قسم کی لکڑی دیوار میں مل جاتی ہے۔ اس کی پیداوار کیا صرف آسٹریلیا کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں کو بھی متنبہ رہنا چاہیئے۔ کہ آسٹریلیا کی ادنےٰ قسم کی لکڑی کو دیودار سمجھ کر نہ خریدیں۔ اور ارزاں بعلت وگراں بحکمت کے اصول پر نظر رکھ کر اپنی دیسی لکڑی کی قدر کریں۔

دلچسپ رباعی

مرد تمام آنکہ نگفت و بکرد
آں کہ بگفت و بکند نیم مرد
واں کہ بگفت و نکند زن بود
نیم زن است آنکہ نگفت و نکرد

مراکو | مولائے حفیظ نے الجزیرہ کانفرنس کے معاہدے پر دستخط کرنے والی یورپین حکومتوں کو لکھا ہے۔ کہ اب میرے سلطان ہونے کو تسلیم کرو۔ فرانس انگلستان اور سپین کو تو یہ پیام قبول کرنے میں تامل ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ خوف بھی ہے۔ کہ انکار کریں تو جرمنی کب انکار کرنے دیگی۔ کیونکہ اوس نے مولائے حفیظ کا پیام مان لیا۔ تو نئی مشکلات پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

مقدمہ گاؤکشی۔ جوائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کی عدالت میں دس ہندو اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ بقرعید کے موقعہ پر انہوں نے گاؤکشی کی ممانعت کے لئے ایک شریف مسلمان کے گھر پر حملہ کیا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

لاہور کی انجمن حمایت اسلام کے متعلق بعض اخبارات

مین اور بالخصوص پیسہ اخبار مین بہت کچھہ شور مچ رہا ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ انجمن کی موجودہ کل چار یا پنج آدمیون کے ہاتہہ مین ہے جو خود غرض ہین اور اسلامی پبلک کا مال جو ان کے ہاتہہ مین ہے اس کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہین۔ یا اوس سے ناجائز ذاتی فائدہ اوٹھایا جاتا ہے اور اگر یہ نہین تو انجمن اپنا حساب کتاب دکہلائے معترض پارٹی کے سرگرم ممبر پیسہ اخبار والے صاحبان۔ میان محمد شفیع صاحب اور اون کے ہم مشرب ہین۔ اس مین شک نہین۔ کہ انجمن کے موجودہ کارکن اس کی بناء کے ایام سے یا اس کے قریب سے اس کی خدمت مین مصروف ہین اور آج تک اونہون نے جو کچھہ کام کیا ہے۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ اس وقت پنجاب مین ایک **اسلامیہ کالج** موجود ہے اور یہ سب کچھہ انہین کی محنت کا نتیجہ ہے جسکی داد ضرور دینی چاہیئے۔ گو اس وقت ہمارے واسطے یہ دونون فریق برابر ہین۔ کیونکہ سلسلہ احمدیہ کے ساتھہ فریق ثانی معترض کا یا انجمن کے کارکنان کا جو سلوک ہے وہ عیان ہے۔ تاہم بقول حضرت مسیح موعود۔ ع۔

کار خیر کنند دعوے حب پیمبرم

ہم پسند نہین کرسکتے۔ کہ کوئی ایسی کارروائی ہو جس سے کالج کو اور انجمن کے دیگر کاروبار کو نقصان پہونچے۔ اور اس مین بھی شک نہین۔ کہ انجمن کے ممبر معترضین کی نسبت شعار اسلام کے زیادہ پابند ہین اور اس مخالفت مین معترضین کا رویہ کسی صورت مین پسندیدہ نہین کہا جاسکتا ہان انجمن کے کارکنون کیواسطے موجودہ حالتین یہ بہتر ہوگا کہ وہ باقاعدہ حساب کتاب کی پڑتال کرنے دین۔ صبح شام دو دو گھنٹون کے واسطے کتابون کو کسی نمائش کے واسطے رکھین اور اس کے واسطے ایک نیا کلرک ملازم رکہنا جو نہ کچھہ سمجہا سکے اور نہ کسی کا شبہ دور کرسکے معترضین کے نزدیک انجمن کو صفائی حساب کا سارٹیفکیٹ نہین دلا سکیگا۔ کیونکہ حساب کی پڑتال ہر شخص کا کام نہین۔ ہان اس کا انتظام بہتر یہی ہوسکتا ہے۔ کہ ایسے لوگون مین سے جو انجمن یا معترضین کے ساتھہ خاص تعلق طرفداری کا نہ رکھتے ہون۔ چار آڈیٹر مقرر کئے جائین یا ایسا ہو کہ انجمن دو آڈیٹر جو حساب کے کام سے واقف ہون اپنی طرف سے دے۔ اور دو فریق مخالف کے پیش کردہ آدمیون مین سے وہ چار دن مل کر کتابون کی پڑتال کرکے ٹھیک رپورٹ پبلک کے سامنے پیش کردین۔ اس سے بہتر تشفی آمیز کوئی طریقہ درست نہین۔ البتہ پڑتال حساب کے متعلق اتنا کہدینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ بڑے بڑے سرکاری حسابون کی پڑتال مین بھی کچھہ نہ کچھہ غلطیان نکل ہی آتی ہین اور اتنے بڑے کام مین جو انجمن کے سپرد ہے ممکن ہے بلکہ ضرور ہے۔ کہ کوئی انتظامی غلطی بھی ہو یا ضروریات وقت نے کبھی کوئی بظاہر اسراف کرایا ہو یا کسی عامل کی لغزش پر چشم پوشی کرائی ہو۔ سو ایسی باتین اخذ کرنے کے قابل نہین ہوتین۔ بلکہ وسعت حوصلہ کے ساتھہ اس اہم ذمہ واری کی طرف نگاہ کرکے جو انجمن کے سر پر ہے ایسی باتون سے پڑتال کنندون کو بھی چشم پوشی کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کو مدنظر رکہنا چاہیئے۔ کہ اس انجمن نے کس قدر خدمت قوم کی ادا کی ہے۔ اور اس کے بالمقابل ایسی غلطیان قابل فروگذاشت ہین یا نہین۔ ہان کوئی بات حد سے بڑہتی ہو۔ تو اس کا نوٹس لینا ضروری ہے۔

انجمن کے اراکین پر ان اخبارات مین کچھہ ذاتی حملے بھی کئے گئے ہین۔ ہم ان اراکین کے حالات سے ذاتی اچھی طرح واقف نہین اس واسطے ان کے متعلق کچھہ بہت رائے زنی نہین کرسکتے۔ سوائے اس کے کہ انجمن کے سابق فنانشل سکرٹری منشی نظام الدین صاحب (حال ملازم پنچھہ) کے ساتھہ بہت عرصہ تک ایک دفتر مین کام کرنے کا ہم کو اتفاق ہوا ہے۔ جس تندہی نیک نیتی اور دیانتداری سے منشی صاحب موصوف کو انجمن کا کام کرتے ہوئے ہم نے دیکھا ہے۔ وہ بہت ہی قابل تعریف ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ موجودہ ابتلاء سے خدا تعالے نے منشی صاحب موصوف کو باہر رکھا ہے۔ دوسرا ہم کسی قدر انجمن کے سکرٹری حاجی شمس الدین صاحب کو جانتے ہین۔ حاجی صاحب انجمن کے سچے دلدادہ ہین۔ انہون نے انجمن کی خاطر اپنی ملازمت چھوڑی تھی۔ اور اس طرح ایک بڑا مالی نقصان اوٹھایا اور صرف یہی نہین۔ بلکہ انجمن کی خاطر اونہون نے اپنے معتقدات پر بھی بہت کچھہ اثر ڈالا اور خالص انجمن کے ہو رہے اور اب اگر انجمن سے ذرا کچھہ تنخواہ بحیثیت واعظ پاتے ہین۔ تو اوس کے عوض مین بہت سا روپیہ انجمن کے واسطے جمع بھی کرتے ہین۔ حاجی صاحب کے علاوہ ہم کو ایک دفعہ اتفاقاً قادیان مین مولوی کریم بخش مالک مطبع اسلامیہ کو دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا تہا۔ آگے پیچھے کی تو خبر نہین۔ مگر اس وقت وہ یقیناً متانت سے گرا ہوا اور سنجیدگی سے کوسون دور ایک انسان تہا اور ہمین آجتک تعجب ہے کہ وہ بھی حمایت اسلام کا ایک کارکن بلکہ جائنٹ سکرٹری ہے اس شخص کے متعلق یہ بھی الزام شائع ہوا ہے۔ کہ اس نے انجمن کی کتابون کے چہاپنے مین زیادہ چارج دگا یا ہے۔ ہمارے خیال مین اس کا علاج آسان ہے۔ کہ اس کے بل دیکھہ کر عام نرخ سے مقابلہ کرلیا جاوے اور آئندہ کیواسطے یہ قانون بنایا جاوے۔ کہ انجمن کا چہپائی کا کام اس سے نہ کرایا جایا کرے۔

. . . .

ایسی خرابیون کے روکنے کا یہی سب سے عمدہ ذریعہ ہے اور کریم بخش کے حامئی اسلام ہونیکا ثبوت تو اس سے بھی ملتا ہے۔ کہ اس نے چند پیسون کی لالچ پر اس زمانہ کے مدعی خدائی کسی یحیےٰ کی کوئی ۸۰۰ صفحہ کی کتاب فرمان کو اپنے مطبع مین چہاپا تہا۔ اگر ایسے ایک آدہ کو انجمن کے اراکین خود ہی خارج کردین۔ اور معترضین ضد سے بڑہی ہوئی نکتہ چینی کو چہوڑ دین۔ تو ممکن ہے۔ کہ باہم مصالحت ہوکر معاملہ رفع دفع ہو جاوے۔ ورنہ انجام تو ظاہر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی مخالفت مین جس کسی نے کچھہ حصہ لیا ہے۔ وہ اپنے حصہ رسدی کے مطابق آخر ایک دن "بخرابون بیوتہم بایدیہم" کے مصداق ہو کررہین گے۔ (اگر ضرورت سمجھی گئی تو باقی آیندہ)

خبرین

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے ایک کارخانہ کی نو تعمیر عمارت کی دیوار گرنے سے ۹-۱۰ آدمی دب مرے۔

پچھلے ہفتے ہند مین طاعون سے پانچہزار ۲۰۵ آدمی ہلاک ہوئے واردات ۶۸۴۲ ہین۔

پنجاب مین طاعون سے پچھلے ہفتے ۸۰ مرے صوبجات متحدہ مین ۱۲۳۶۔ راجپوتانہ مین ۴۶۸

کلکتہ کے جگن نتھ گہاٹ پر ایک کشتی مال کی ڈوب گئی جسپر ۱۵ ہزار من جوٹ اور ۳۰۰ من کپاس لدی ہوئی تھی۔